پر آمادہ ہو جاتی ہے، اس میں یہ قوت کبھی باقی نہیں رہتی اور رہ نہیں سکتی کہ اپنے شعائر، اپنے آداب، اپنے قوانین اور اپنے دینی و اخلاقی اصولوں پر سختی سے قائم رہے اور اپنے اجتماعی نظام کو ٹوٹنے نہ دے۔ پھر جب کہ حق اور باطل دونوں باہم ضد ہیں اور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک قوم باطل کی غلامی قبول کرنے کے بعد بھی حق کی بندگی پر قائم رہے، اور ایک سے عبدیت کا رشتہ جوڑ کر دوسرے کے رشتۂ عبدیت کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھے۔ حق کی فطرت تو یکتائی پسند ہے، وہ باطل کو اپنا سہیم و شریک بنا کر کبھی ایسی تقسیم نہیں کر سکتا کہ آدھا میرا ہے اور آدھا تیرا۔ اس لیے جس کسی کو اس کی بندگی کرنی ہو اُسے باطل کی بندگی چھوڑنی پڑے گی، اور اپنی گردن کو دوسری تمام بندگیوں کے طوق و زنجیر سے خالی رکھنا ہوگا۔

قرآن درحقیقت صحیفۂ فطرت ہے، فطرت کے اس راز کو پوری طرح ملحوظ رکھتا ہے، اسی بنا پر انسان کو صرف دو راہیں بتائی گئی ہیں۔ یا موت، یا شرف۔ زندگی بے شرف کی تیسری راہ اس نے نہیں بتائی۔ (الجہاد فی الاسلام)

---

"مولانا مودودیؒ کی شگفتہ مزاجی" کے مؤلف نے اطلاع دی ہے کہ ان کی کتاب (ص ۸، سطر ۳) میں مولاناؒ کی والدہ محترمہ کا نام غلطی سے رقیہ بیگم کے بجائے حمیدہ بیگم لکھا گیا ہے۔ قاریان کرام کتاب میں درستی کر لیں۔